احسن المقال فی تحسینِ صیامِ شوال

مؤلف

عبدالوہاب حسن بن محمد اصغر حسین قریشی

عوام الناس میں علمی بحث کر کے مسلم شریف کی احادیث کو ضعیف قرار دینا حدیث کی خدمت نہیں ہے۔
شوال کے روزے کو ہمارے اکابرین مکمل طور مانتے ہیں۔ حضرت تھانوی نے خطبات عید میں اس کا ذکر کیا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔
(مولانا ڈاکٹر) شبیر احمد (صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علیٰ آلہ واصحابہ الذین ھم اوفوا عھدہ ۔

اما بعد! بعد حمد و صلوۃ کے اس رب کا بڑا احسان ہے کہ ان نے نبی آدم کو علم کے ذریعے فوقیت عطا فرمائی اور امتِ وسط بنایا کہ جو افراط و تفریط سے پاک وصاف ہیں۔

اللہ ﷻ نے ہمیں امتِ وسط بنایا جیسا کہ ارشادِ گرامی ہے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلناكُم أُمَّةً وَسَطًا[1]﴾۔

حضرت مطرف رحمہ اللہ کا قول ہے "خیر الامور اوساطھا"[2] یعنی بہترین کام میانہ روی والا ہے (جو افراط و تفریط سے پاک ہو، اسی سلسلہ کے تحت شوال المکرم کے چھ روزے ہیں، ایک بات ذہن نشین کر لی جائے کہ شوال المکرم کے روزے مختلف فیہ مسائل میں سے ہیں اور مختلف فیہ مسائل میں وسعت ہوتی ہے اور شوال المکرم کے روزے مختلف فیہ ہونے کی وجہ اس مقالہ میں ذکر کی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] سورۃ البقرۃ: ۱۴۳

[2] امام عراقی، امام سبکی، امام زبیدی، تخریج احادیث احیاء علوم الدین، ریاض سعودی عربیہ، دار العاصمۃ ۱۴۰۸ھ: ج۴ ص ۱۸۰۳

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ متین کی صحیح سمجھ عطا کرے اور اس پر صحیح معنوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العٰلمین

شوال کے معنی: شوال قمری مہینوں میں سے ایک مشہور مہینہ ہے جو رمضان المبارک کے بعد آتا ہے اور حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔

امام ابنِ منظور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شوال کو شوال اس لئے کہتے ہیں کہ یہ "لشولان الناقة فيه بذنبها" سے ماخوذ ہے یعنی مستی کے وقت اونٹنی کا اپنی دُم اٹھا دینا۔

عرب اس مہینے میں بد فالی نکالتے تھے کہ اس مہینہ میں شادی نہ کی جائے اور کہتے تھے کہ منکوحہ اپنے شوہر کو روکتی ہے جیسا کہ اونٹنی جب حاملہ ہو جائے تو اپنے نر کو روکتی ہے اور اپنی دُم اُٹھا لیتی ہے، لیکن آپ ﷺ نے اسے باطل قرار فرمایا چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ میرا نکاح شوال میں ہوا اور شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی تو کون سی عورت مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کے نزدیک رتبے والی ہے؟۔[1]

شوال کے روزوں کی فضیلت: **حدثنا يحيى بن ايوب و قتيبة بن سعيد و علی بن حجر جميعا عن اسماعيل قال ابن ايوب حدثنا اسماعيل بن جعفر اخبرنی سعد بن سعيد بن قيس عن عمر بن ثابت بن الحارث الخزرجی عن ابی ايوب الانصاری رضی اللہ عنہ انه حدثه ان رسول الله ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر۔**[2]

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

---

[1] ابنِ منظور، لسان العرب، بیروت لبنان، دار صادر ۲۰۱۰ء: ج ۱۱ ص ۳۷۷

[2] صحیح مسلم

فائدہ: رمضان المبارک اور شوال المکرم کے چھ روزے رکھنے سے پورے سال روزے رکھنے کا ثواب اس طرح ملتاہے کہ اسلامی سال ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے، اور رمضان المبارک کت تیس (۳۰) روزے ہوتے ہیں اگرچہ رمضان المبارک کا مہینہ کبھی انیتس (۲۹) دن کا ہوتا ہے مگر اللہ ﷻ تیس (۳۰) روزے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، تو رمضان المبارک اور شوال المکرم کے کی روزوں کی کل تعداد چھتیس (۳۶) ہوئی، اور اللہ ﷻ کا قانون ہے کہ " الحسنۃ بعشر امثالھا "یعنی ایک نیکی کا اجر دس کے برابر عطا فرماتے ہیں، لہذا چھتیس (۳۶) تو دس (۱۰) میں ضرب دیا جائے تو یہ ۳۶۰ ہو جاتے ہیں جو کہ اسلامی سال کے دنوں کی تعداد ہے۔

شوال کے روزوں کی فضیلت مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔

۱۔ سنن ترمذی

۲۔ سنن ابی داؤد

۳۔ سنن ابن ماجہ

۴۔ صحیح ابن خزیمہ

۵۔ شرح مشکل الآثار

۶۔ صحیح ابنِ حِبان

۷۔ السنن الصغیر للبیہقی

۸۔ الصحیح لمسلم

۹۔ المعجم الصغیر للطبرانی

۱۰۔ مصنف عبد الرزاق

۱۱۔ الجامع الصحیح للسنن والمسانید۔

شوال کے روزوں کا حکم: اس بارے میں تین قول ہیں۔

ا۔ مستحب

۲۔ مکروہ

۳۔ توقف۔

ا۔ مستحب: اکثر علماء شوال کے روزوں کے مستحب ہونے کے قائل ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام طاووس رحمہ اللہ، امام شعبی رحمہ اللہ، حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ ایک قول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے[1]۔

۲۔ مکروہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ شوال کے روزوے کے مکروہ ہونے کے قائل ہیں[2]۔

۳۔ توقف: بعض علماء نے شوال کے روزوے کے متعلق توقف اختیار فرمایا ہے جیسے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ، اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا رجحان بھی یہی ہے[3]۔

وضاحت: کراہت کے قائلین میں بعض ایسے ہیں کہ جو صرف مکروہ سمجھتے ہیں مگر منع نہیں کرتے ہیں بلکہ اُن کا خود کا عمل شوال المکرم کے روزے رکھنے کا تھا چنانچہ ابنِ مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بذاتِ خود شوال المکرم کے روزے رکھا کرتے تھے چنانچہ لطائف المعارف میں ہے کہ **"و قد قیل انہ کان یصومھا فی نفسھا و انما کرھھا علی یخشی منہ ان یعتقد فریضتھا لئلا یزاد فی رمضان ما لیس منہ"**[4]۔

---

[1] حافظ ابنِ رجب، لطائف المعارف، بیروت لبنان، دار ابنِ کثیر ۱۴۲۰ھ: ۳۸۹

[2] حافظ ابنِ رجب، لطائف المعارف، بیروت لبنان، دار ابنِ کثیر ۱۴۲۰ھ: ۳۹۰

[3] حافظ ابنِ رجب، لطائف المعارف، بیروت لبنان، دار ابنِ کثیر ۱۴۲۰ھ: ۳۸۹

[4] حافظ ابنِ رجب، لطائف المعارف، بیروت لبنان، دار ابنِ کثیر ۱۴۲۰ھ: ۳۹۰

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ (امام مالک رحمہ اللہ) خود شوال کے روزے رکھتے تھے مگر اس کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے کہ ان کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس کو فرض نہ سمجھنے لگیں اور رمضان میں ایسے چیز کا اضافہ ہو جائے جو رمضان میں سے نہیں تھی۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ شوال کے روزے کو مکروہ اس وجہ سے فرماتے تھے کہ کہیں لوگ اس کو فرض نہ سمجھنے لگیں جبکہ قائلین میں سے کوئی بھی وجوب کا قائل نہیں ہے۔

قاعدہ: ہے کہ جب محدث یا فقیہ کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کا عمل قابل قبول ہوتا ہے۔

رواۃ پر بحث:

مسلم شریف کی حدیث کے جو راوی ہیں ان کے بارے میں کچھ تحقیق پیش خدمت ہے۔

ا۔ یحییٰ بن ایوب المقابری البغدادی العابد عن شریک و واسماعیل بن جعفر و عنہ مسلم وابوداؤد والبغوی وابو یعلیٰ "ثقۃ" مات ۲۳۴ھ[1]۔

۲۔قتیبۃ بن سعید ابو رجآء البلخی عن مالک و اللیث و عنہ الجماعۃ سوی ابن ماجۃ والفریابی والسراج مات اثنتین و تسعین مائۃ فی شعبان [2]،و فی التقریب ثقہ ثبت۔

۳۔ علی بن حجر السعدی حافظ مرو عن شریک و اسماعیل بن جعفر و عنہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی ،ابن خزیمۃ قال النسائی ثقۃ مامون حافظ قلت عاش تسعین عاما مات ۲۴۴ھ[3]۔

۴۔اسماعیل بن جعفر المدنی عن العلاء و عبداللہ بن دینار وعدۃ و عنہ علی بن حجر ومحمد بن زُنبور و خلق توفی ۱۸۰ھ من ثقات العلماء۔[4]

---

[1] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۳۶۲

[2] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۱۳۴

[3] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۳۶

[4] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۲۴۴

۵۔ عمر بن ثابت بن الحارث الخزرجی عن ابی ایوب و عائشۃ رضی اللہ عنھما و عنہ الزھری و مالک و عدۃ وثقوہ[۱]۔

۶۔ خالد بن زید ابو ایوب الانصاری بدری جلیل عنہ جبیر بن نفیر ابو سلمۃ و وعروۃ ،وفد علی بن عباس البصرۃ فقال انی اخرج عن مسکنی لک کما خرجت عن مسکنک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فاعطاہ ذلک بماحوی و عشرین الفا و اربعین عبدا، مرض ابو ایوب فی غزوۃ القسطنطنیۃ فقال اذا مت فاحملونی فاذا صافقتم العدو فارمونی تحت ارجلکم فقبرہ مع سور القسطنطنیۃ مات ۵۱ھ[۲]۔

ان تمام حضرات میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے، چنانچہ جو حضرات کراہت کے قائل ہیں اُن کے نزدیک ایک راوی ہیں سعد بن سعید بن قیس، ان کی وجہ سے وہ کراہت کے قائل ہیں۔

اہم بات: راوی کے حالات کے بارے میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اگر کسی راوی کے بارے میں سب کا اجماع اس کے ترک کا ہو گیا تو اس کی روایت نہیں لی جائے گی جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا مذہب ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں" **و لھذا کان مذھب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکہ**[۳]۔

ترجمہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ کسی راوی کی روایت کو ترک نہیں کیا جائے یہاں تک کہ تمام لوگوں نے اس کی روایت کے ترک کرنے پر اجماع نہ کر لیا ہو۔

اب سعد بن سعید بن قیس کے بارے میں دو طرح کے اقوال ہیں، بعض نے اُن کی جرح کی ہیں جیسے امام نسائی رحمہ اللہ نے " لیس بالقوی "فرمایا، اور اکثر نے اُن کی تعدیل بیان فرمائی ہیں جیسے امام عجلی رحمہ اللہ، امام ابنِ حِبان رحمہ اللہ نے "ثقۃ "اور "عدول "فرمایا۔

---

[1] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۵۶

[2] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج ا ص ۳۶۴

[3] شمس الدین ابوالخیر سخاوی، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث، المکتبۃ الاسلامیۃ: ج4 ص353

ضابطہ: **تقبل التزکیۃ من عارف باسبابھا و لو من واحد علی الاصح**[1] یعنی اگر ایک ماہر نے کسی کی تعدیل/تزکیہ بیان کر دیا تو اس کی بات قبول کی جائے گی صحیح قول کے مطابق۔

لہذا سعد بن سعید قیس کے بارے میں تین حضرات نے تعدیل و تزکیہ بیان کیا ہے۔

۱۔امام ابنِ حِبان رحمہ اللہ " **سلکناہ مسلک العدول**[2]"فرمایا ہے۔

۲۔الکاشف للذھبی میں "صدوق[3]" مذکور ہے۔

۳۔امام عجلی رحمہ اللہ نے بھی " ثقۃ[4]"فرمایا ہے۔

لہذا مذکورہ بالا تحقیق سے سعد بن سعید بن قیس مقبول راوی ہوئے نہ کہ متروک۔

اشکال: بعض حضرات نے اس حدیث کے متن پر اعتراض کیا ہے کہ " **ستا من شوال** "میں لفظ " ستۃ "ہونا چاہئے تھا کیونکہ ایام کا عدد (ستۃ) مؤنث آتا ہے نہ کہ (ستا) مذکر۔

جواب: یہ ہے کہ اس وقت ہے جب لفظِ "ایام" مذکور ہو اور جب لفظِ "ایام" مذکور نہیں تو مذکر لانا بھی درست ہے یعنی ستا اور ستۃ دونوں درست ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا﴿ **يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرۡبَعَةَ أَشۡهُرٍ وَعَشۡرًا**[5] ﴾۔

یہاں بھی اصل عبارت ہے کہ "عشرۃ ایام" مگر لفظِ "ایام" مذکور نہیں ہے تو لفظِ " عشرا "مذکر آیا ہے کہ لفظِ "عشرۃ"مؤنث۔

---

[1] علامہ ابنِ حجر، نخبۃ الفکر، قاہرہ مصر، دار الحدیث ۱۴۱۸ھ: ج۴ ص۷۲۶

[2] علامہ ابنِ حبان، الثقات، انڈیا، دائرۃ المعارف العثمانیۃ: ج۶ ص۳۷۹

[3] علامہ ذہبی، الکاشف، جدہ سعودی عرب، مؤسسۃ علوم القرآن: ج۱ ص۴۲۸

[4] ابو الحسن عجلی، کتاب الثقات، مدینۃ المنورۃ سعودی عرب، مکتبۃ الدار، ۱۴۰۵ھ: ج۱ ص۳۸۹

[5] سورۃ البقرۃ: ۲۳۴

فائدہ: ابن ماجہ کے شوال کے روزوں کو علامہ ناصر الدین البانی ﷬ نے صحیح قرار دیا ہے، امام ابنِ حِبان نے اپنی صحیح میں اس روایت کو بیان فرمایا ہے۔

گذارشات: اولاً تو شوال المکرم کے روزوں کے متعلق احادیث صحیح ہیں اور اگر صحیح نہیں بھی ہیں تو موضوع و من گھڑت نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ ضعیف ہیں اور اصولی بات یہ ہے کہ فضائل میں ضعیف روایات پر عمل کیا جاسکتا ہے اس کی بالکل گنجائش ہے، لہذا شوال المکرم کے روزے مشروع ہوئیں نہ کہ ممنوع۔

جو حضرات شوال المکرم کے روزوں کو شدت کے ساتھ منع کرتے ہیں کہ نہ رکھے جائیں اُن کی خدمت میں متؤدبانہ گذارش یہ ہے کہ کوئی ایک حدیث بھی ایسی بیان کر دیں جس میں آپ ﷺ نے صراحۃً یا کنایۃً شوال کے روزوں کے رکھنے سے منع فرمایا ہو یا اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہو۔

خلاصہ: شوال المکرم کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے، اس کے روزے رکھنا ایسا ہے جیسا کہ پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

ان روزوں کے رکھنے والوں کو شدت کے ساتھ منع کرنا بے انصافی کی بات ہے کہ کیونکہ یہ مختلف فیہ مسائل میں سے ہے اور مختلف فیہ مسائل میں نرمی و گنجائش ہوتی ہے نہ کہ سختی و ممانعت۔

امت ویسے ہی اعمال میں کمزور ہو گئی ہے اب اگر ثابت شدہ اعمال میں بھی اس شدت کے ساتھ اختلاف ہو گا تو امت پر بے انصافی والا معاملہ ہو گا جو کہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے، لہذا امت کو اعمال میں لانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ اس مقالہ کے لکھنے میں کی گئی کوشش کو قبول و منظور فرمائیں اور میرے لئے،

میرے والدین اور میرے شیخ و مربی اور میرے اہلِ خانہ کے لئے ذریعہ مغفرت بنائیں۔(**آمین یا رب العلمین**)۔